سے متعدد کتب ورسائل بھی تحریر فرما چکے تھے۔ اور اب یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ روحانی اقدار میں وہ سلف کا معیاری نمونہ تھے۔ ان کے پاس بیٹھ کر دلوں کو سکون ملتا تھا۔ بڑے وضع دار آدمی تھے۔ اور مہمان نواز بھی بڑے تھے۔ راقم الحروف کو کئی بار انکی مہمانی کا شرف حاصل ہوا اور ایک بار میزبانی کا بھی۔ مرحوم سے میری ذاتی یادوں کا سلسلہ بہت پرانا ہے۔ جسے کسی آئندہ مضمون میں لکھا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے علمی اور روحانی آثار کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اور جگمگاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علمی اور روحانی فیض کا سلسلہ قائم ودائم رکھے (آمین)

مولانا ضیاء الدین اصلاحیؒ

دینی اور علمی حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج وغم کے ساتھ سنی اور سنائی گئی کہ دار المصنفین کے ناظم اور عالمی شہرت یافتہ ماہنامہ معارف کے مرتب (مدیر) جناب ضیاء الدین اصلاحیؒ ۲ فروری ۲۰۰۸ء کو ایک کار حادثے کے نتیجے میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون...

مولانا اصلاحیؒ ایک عالمی شہرت یافتہ اسکالر تھے۔ محفلوں کی جان تھے مرنجاں رنج انسان تھے، بلند پایہ محقق تھے۔ حدیثوں پر گہری نظر رکھتے تھے۔ قرآنی فکر کا غلبہ واستعلاء ان کا مطمع نظر تھا۔ قرآنی افکار پر مشتمل ان کا مجموعہ' مقالات "ایضاح القرآن" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اگست ۲۰۰۷ء کے معارف میں ناسخ ومنسوخ پر ایک مضمون شائع ہوا۔ جسمیں مقالہ نگار نے قدماء کے نظریے کا اثبات کیا تھا۔ مگر مضمون کے شروع میں اصلاحیؒ صاحب نے اس پر جو نوٹ لکھا۔ اس سے انکی فکری ونظری جہت کا اندازہ ہوا۔ ان کے شذرات، انکے بے پناہ مطالعہ کے غماز اور انکی فکری وسعتوں کے عکاس ہیں، انکی تحریروں سے انکی علمی عظمت جھلکتی ہے۔ معارف سے انکی وابستگی کی عمر تریپن سال بنتی ہے۔ کیونکہ ان کا پہلا مضمون فروری ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا تھا۔ مرتب (مدیر) کی حیثیت سے معارف کے سرورق پر ان کا نام چھپتا تھا۔ اب ان کے بعد محترم اشتیاق احمد ظلی اور جناب محمد الصدیق ندوی صاحبان کے نام شائع ہو رہے ہیں۔ اللہ انہیں مرحوم کا صحیح جانشین بنائے اور انکی علمی سربراہی میں معارف کو سدا بہار بنائے رکھے (آمین) یہاں یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ سہ ماہی التفسیر کے پہلے شمارے پر مولانا مرحوم نے جو شذرہ لکھا تھا۔ وہ انکی طرف سے میرے لیے بہت بڑا آنر (Honour) تھا (دیکھئے مئی ۲۰۰۵ء کا ماہنامہ معارف) مرحوم نے ۲۰۰۷ء میں راقم الحروف کے دو مضامین بھی شائع کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور اپنے جوار رحمت میں جگہ رحمت فرمائے (آمین)

تبصرۂ کتب

علامہ محمد اعظم سعیدی

مہتمم جامعہ اسلامیہ کورے وال (ٹرسٹ)

نام کتاب	اللہ یا خدا
مصنف	ڈاکٹر ازھر ازھری
سن اشاعت	ندارد
صفحات: ۳۶	قیمت: ۳۰
ناشر	مرکز تحقیقات اسلامی (مکمل پتہ درج نہیں)

زیر نظر مختصر تحقیقی کتابچہ کہ جس میں ڈاکٹر ازھر ازھری نے مدلل طریقہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مختلف زبانوں میں جن اسماء سے پکارا جاتا ہے وہ بھی درست ہیں، یہ بحث کہ اللہ تعالیٰ کی جگہ لفظ خدا کا استعمال صحیح ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے مجلہ التفسیر میں چند ایک مضامین بطور غزل وجواب آں غزل شائع ہو چکے ہیں، میں اس کتابچہ کو بھی اسی کی کڑی سمجھتا ہوں، جس میں معترضین کے اشکالات کے مدلل جواب دیئے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا زرتشتیوں کے بت کا نام ہے، مگر محقق نے ثابت کیا کہ زرتشتی کسی بت کی پوجا نہیں کرتے بلکہ وہ آگ کو اہورامزدا (AHURA.MAZDA) کا نور سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے ہاں سپریم گاڈ کا تصور موجود ہے اور اس سپریم گاڈ کو اہورامزدا کے نام سے پکارتے ہیں اور اسے دنیا، انسان بلکہ تمام اشیاء کا خالق یقین کرتے ہیں اور ان کے عقیدے میں اہورامزدا کی شکل میں توحید کی جھلک موجود ہے، نیز جس طرح مسلمان اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام گنواتے ہیں اسی طرح زرتشتی بھی اہورامزدا کے ۱۰۱ نام گنواتے ہیں، جن میں پہلے چار نام یزد، ہروسپ تواں، ہروسپ آگاہ، ہروسپ خدا ہیں، جن کے بالترتیب معنے ہیں لائق عبادت، سب سے طاقت ور، ہر چیز کا جاننے اور سب کا مالک، جبکہ نمبر ۸۶، ۹۵ اور ۹۸ والے نام خداوند، دادر، اور داور ہیں جن کے معنے پیدا کرنے والا، منصف، دوست، خدائے تعالیٰ ہیں یعنی زرتشتیوں کے معبود کا ذاتی نام اہورامزدا ہے اور وہی سپریم گاڈ ہے۔

مصنف نے اسی اسلوب میں میری تثلیث، آشوری، شامی اور رومن تثلیث، مصری اور ہندو تثلیث پر بھی مختصر مگر جامع گفتگو کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح عربی گرامر میں اسم نکرہ کو اسم معرفہ میں بدلنے کے لیے شروع میں ال لگاتے ہیں اسی طرح انگریزی میں The لگا دیتے ہیں جیسے ہندوؤں

کے برہما کیلئے The.Creator یا وشنو کے لیے The. Preserver کیا جاتا ہے یعنی اس طرح ان کے ذہن میں کسی نہ کسی صورت میں سپریم گاڈ کا ارفع و اعلیٰ تصور موجود ہوتا ہے جو کہ توحید کو متضمن ہوتا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو لفظ اللہ خالص عربی زبان کا لفظ ہے، اور عربی زبان کی ابتدائی شکل حضرت اسمٰعیل کے زمانے میں وجود پذیر ہوتی ہے مگر ان سے پہلے حضرت آدم سے لیکر حضرت ابراہیم تک اللہ کو کس نام سے پکارا جاتا ہوگا؟ پھر ہر زبان کا اپنا ایک حسن ہوتا ہے اور وہ زبان بولنے والا اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے مرکز کیلئے اپنی زبان میں کوئی لفظ ایجاد یا منتخب کر لیتا ہے تو وہ لفظ دیگر معانی دینے کے باوجود اسی **معبود فی الذین** کیلئے ہی معنون ہوتا ہے جیسے لفظ خدا کئی معانی دینے کے باوجود بھی بولا جاتا ہے تو ۹۹ فیصد لوگوں کے ذہنوں میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے، بلکہ یہ لوگ لفظ خدا کے دیگر معانی سے واقف ہی نہیں ہوتے، بہر حال یہ مقالہ درج ذیل پیراگراف کے بغیر ہوتا تو بہت ہی بہتر ہوتا:

''اللہ مالک و مختار کے ہوتے ہوئے اس کے رسول کو سرور کائنات اور حضرت (حاضر و ناظر) قرار دینے والے مؤمن، اللہ کا غلام (عبداللہ) ہوتے ہوئے خود کو رسول کی غلامی میں دینے والے مؤمن، اللہ کو انت مولٰنا یعنی (اے اللہ) تو ہی ہمارا مولیٰ (رب) ہے۔ (بقرہ آیت ۲۸۶) کہنے کے باوجود علی کو مولائے کل، مولائے کائنات اور باوریش مولوی و مفتی حضرات کو مولانا کے نام سے خطاب کرنے والے بھی مؤمن، لیکن اللہ کو عام فہم لفظ ''خدا'' کہنے والے مشرک؟ یہ کیا اندھیر ہے''

ایسی امثلہ پیش کرنے سے ایک محقق کو گریز کرنا چاہیے جس سے فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہو، نیز محقق کا اپنے معتقدات کی طرف جھکاؤ، تحقیق کو غیر جانبدار نہیں رکھ سکتا، بلاشبہ علماء کرام نے لفظ خدا پر تحقیقی زاویہ سے بہت کچھ تحریر کیا ہے مگر انہوں نے ذات واجب الوجود کیلئے لفظ اللہ کے استعمال کو مستحسن اور لفظ خدا کو حسن قرار دیا ہے، بہر حال یہ کتاب اعلیٰ کاغذ پر بغیر ناکمل کے شائع کیا گیا ہے، اگرچہ قیمت کچھ زیادہ ہے پھر بھی اہل علم کیلئے مفید ہے قارئین اسے ضرور پڑھیں۔

زیر نظر تحقیقی مقالہ، ڈاکٹر محمد یونس قادری کی وہ تحقیقی کاوش ہے، جس پر انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی کی عمروں میں دس گیارہ سال کا فرق ہے، اور ان دونوں حضرات نے ہندوستان کے بادشاہ جلال الدین اکبر کا زمانہ پایا تھا، اکبر کی روشن خیالی اور مذاہب انضمامی جیسی کوششوں میں دونوں حضرات رکاوٹ بن گئے تھے، شیخ عبدالحق اگرچہ مجدد الف ثانی کی طرح میدان میں مقابل نہیں ہوئے تھے لیکن میدان کو خالی بھی نہیں چھوڑا تھا، ناصحانہ اور مثبت انداز میں کسی کو نشانہ بنائے بغیر خطوط و رسائل کے ذریعے احقاق حق فرماتے رہے، مگر یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ شیخ کا کوئی مکتوب اکبر بادشاہ کو بھی ملا تھا۔

نام کتاب	شیخ عبدالحق دہلوی (موضوعاتی مطالعہ)
تحقیق کار	ڈاکٹر محمد یونس قادری
صفحات	۵۰۷
سن اشاعت	اپریل ۲۰۰۷
قیمت	۳۵۰
ناشر	مکتبہ الحق کراچی

زیر نظر کتاب میں شیخ محقق کی مختلف جہتوں کا احاطہ کیا گیا ہے مگر حق انصاف ادا نہیں کیا گیا۔ شیخ کی کتابوں سے جو پیراگراف نقل کیے گئے ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو بمشکل ستر اسی صفحات بنیں گے، مثال کے طور پر تمہید سے لیکر باب اول کے فصل دوم کے اختتام یعنی ص ۹۷ تک دو مختلف مقامات پر شیخ کے صرف دو پیراگراف نقل کیے گئے ہیں جو کہ ایک صفحہ سے بھی کم ہیں البتہ پانچ مرتبہ صرف شیخ کا نام تحریر کیا گیا ہے۔

ص ۹۰ سے لیکر ۱۳۷ تک شیخ کی ولادت، رشتے داریاں، ننھیال، تعلیم و تربیت نکاح، مشغلہ، بیعت، وفات، مقبرہ، خلفاء، اساتذہ، تلامذہ اور معاصرین کے اجمالی و تفصیلی حالات اور شیخ کے ان کے ساتھ تعلقات کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ اسی حصے میں شیخ کی اولاد و احفاد مع ان کی تصانیف کا تفصیلی ذکر ہے، اسکے بعد شیخ کی تصانیف اور ان کے عنوانات کا احاطہ کیا گیا ہے، ص ۱۱۹ سے ص ۱۳۷ تک سات خانوں میں منقسم جدول میں ۹۵ مطبوعہ، ۳۸ غیر مطبوعہ اور ایک نامعلوم، مجموعی طور پر ۱۳۴ تصانیف و تالیف، کراسات و رقعات کی فہرست مہیا کی گئی ہے، مگر خانہ ۵ اور ۶ کہ کسی میں عدد تحریر ہے اور کوئی خالی ہے، یہ خانے کس حوالے سے ہیں اگر لکھ دیا جاتا تو تشنگی دور ہو جاتی۔

یعنی ابتدائی ۱۵۷ صفحات شیخ کے فکر و فلسفہ اور تعلیمات سے تہی داماں ہیں جبکہ ۱۳۱ صفحات